www.emarsiya.com

اسلام اور فسادات

خلاصہ

ملک میں ہونے والے بھیانک فسادات کی تفصیلات اور مناظر۔ جانی اور مالی نقصانات کا بیان۔ سرکاری محافظین کی جانب دارانہ کارروائی۔ اہل سیاست اور حکمرانوں کی صرف بیان بازی اور دوغلا پن۔ فسادات لمبے عرصے چلے اس لیے ماہِ رمضان آ گیا۔ اس میں بھی ظلم وتشدد۔ کربلا کی تعلیمات۔ اسلام کی تشریح۔ حضرت امام حسینؑ کے فضائل۔ مصائب اہلبیتؑ۔ مقطع میں آئندہ فساد نہ ہونے کی دعا۔

☆تحریک و تاریخ☆

۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۰ء کے دوران ملک میں پہلے لکھنؤ میں شیعہ سنی فساد ہوا اور پھر ہندو مسلم فسادات خاص طور سے میرٹھ اور مرادآباد میں زیادہ ہوئے۔ اسی دور میں میرا تقرر کافی لمبے عرصے مرادآباد میں رہا۔ اس لیے وہاں جو فسادات کے ناگ نے پھنکارا اور پھر معصوموں کو ڈسا اس کی ہلکی سی جھلک دیکھنے کو بھی ملی۔ اس کے بعد سے بھی فسادات کا ناگ ملک کے کسی حصے میں کبھی بھی جاگ جاتا ہے۔ دوسری جانب یہی مظالم دہشت گردی کے عنوان اور شکل میں بھی جگہ جگہ جاری ہیں۔

معصوموں کے خون کا یہ دریا، جلتے ہوئے زندہ انسانوں کے بدن کا یہ دھنواں اور بارود کی یہ بدبو ہندوستان کے علاوہ سرزمین پاک، عراق، افغانستان، فلسطین، مصر اور شام وغیرہ وغیرہ پر بھی اس طرح پھیلی کہ آج تک کچھ نہ کچھ سلسلہ جاری ہے۔ یہ دل سوز اور جاں گداز المیے پوری انسانیت کو ہلانے کے لیے نہ صرف کافی تھے بلکہ ان زلزلوں نے جگہ جگہ ایوانِ انسانیت کی بنیادیں ہلا کر مسمار کر دیا اور انسانیت چیختی رہ گئی ملک کے اسی دور کے بے ساختہ نکلے ہوئے آنسوؤں سے یہ مرثیہ تحریر ہوا ہے۔ اور یہ روشنائی نہیں بلکہ سیاہی کی تحریر ہے۔ اس موضوع پر ہر فساد کے بعد مختلف شعرا نے مختصر نظمیں کہیں۔ میں نے بھی کہیں، لیکن کوئی مرثیہ سامنے نہیں آیا۔ یہ چند شہروں کا بھی مرثیہ ہے۔ انہیں دنوں 'قومی جنگ' رامپور، 'گرج' مرادآباد، 'آئینہ عالم' مرادآباد میں اس کے کچھ بند شائع بھی ہوئے۔ جناب لئیق رضوی نے اس مرثیہ پر اپنے ایک مضمون مطبوعہ جامعہ میں تبصرہ بھی کیا۔

اسلام اور فسادات

مرثیہ

اس دور میں فساد کا بازار گرم ہے (۱) پھر آج ظلم و جور کا دربار گرم ہے
لہجہ ہے دھار دار تو گفتار گرم ہے کوہِ انا پہ سنگ شرر بار گرم ہے
اللہ جانے، امن کہاں قید ہوگیا
اس شانتی کے دیش میں ناپید ہوگیا

آب و ہوائے شہر ستمگار گرم ہے (۲) کب سے فضائے کوچۂ غدار گرم ہے
انساں کے دل میں جذبۂ پیکار گرم ہے گل ایسے جل رہے کہ گلزار گرم ہے
ہر سمت گلستاں میں دہائی ہے دوستو!
کس نے گلوں میں آگ لگائی ہے دوستو!

پھر گلستاں میں چلنے لگی ہے نسیم گرم (۳) حد ہے نکل رہی ہے گلوں سے شمیم گرم
تاج غنیم گرم ہے، تخت غنیم گرم ہے یہ زمین گرم فلک بھی عظیم گرم
مظلوم اور غریب کے کب درد مند ہیں
شعلے اگل رہے ہیں، جو دہشت پسند ہیں

گھر جل گیا کوئی کہیں سامان جل گیا (۴) حسرت جلی غریب کی ارمان جل گیا
نفرت کی آگ بڑھ گئی انسان جل گیا مسجد میں بم پھٹا ہے تو قرآن جل گیا
رشتے تمام انس و محبت کے توڑ کے
انسانیت کو رکھ دیا کس نے بھنبوڑ کے

www.emarsiya.com

معصوم کم سنوں کو ستایا ہے دوستو! (۵) عصمت کو خاک میں بھی ملایا ہے دوستو!
سینوں کو گولیوں سے سجایا ہے دوستو! وہ ظلم اور قہر بھی ڈھایا ہے دوستو!

کانپی ہے جس سے راون و ہٹلر کی روح بھی
حیران ہے ہر ایک ستمگر کی روح بھی

غمخوار تھے جو، پیکرِ بیداد ہوگئے (۶) تھا جن پہ اعتبار، وہ صیاد ہوگئے
جن سے امید تھی ستم ایجاد ہوگئے جو پاسباں تھے، آج وہ جلاد ہوگئے

نفرت دلوں کی لائی خرابی جب عقل میں
قاتل چھپے ہوئے تھے محافظ کی شکل میں

اس طرح تشنگی کو بجھایا ہے دوستو! (۷) پیاسوں کا خون، خوب بہایا ہے دوستو!
وہ ظلم اہلِ صوم پہ ڈھایا ہے دوستو! سینوں پہ لاریوں کو چلایا ہے دوستو!

دست ستم جو دامنِ نسواں تک آگیا
انسانیت کا قلب وہیں تھرتھرا گیا

ہر گام اہل جور کی سازش ہے آج کل (۸) ہر سمت ایک خون کی بارش ہے آج کل
ابلیس کی جہاں میں پرستش ہے آج کل ہمدردیوں کی صرف نمائش ہے آج کل

ورنہ دلوں میں بغض ہے، کینہ ہے، جَور ہے
نعرہ زباں پہ اور ہے، دل میں کچھ اور ہے

انسانیت کا دور ہی اک دم بدل گیا (۹) آدمؑ کی راہ سے بنی آدم بدل گیا
جس میں تھا امن و چین وہ عالم بدل گیا بارش ہوئی جو خون کی، موسم بدل گیا

پھیلا وہ آسمان پہ بارود کا دھواں
اٹھا ہو جیسے آتش نمرودؑ کا دھواں

مغرب کی سمت سے جو یہاں پر لگی ہے آگ (۱۰) اس آگ سے ہر ایک جگہ پر اٹھی ہے آگ
دیکھی کہیں یہ ایسی نہ پہلے سنی ہے آگ جو آج پھیلتی ہی چلی جا رہی ہے آگ

ظالم اب ایسی چال نہ چل جائے دوستو!
دامن جب اقتدار کا جل جائے دوستو!

دل میں جو گھٹ رہے تھے وہ جذبات جل گئے (۱۱) نفرت کی ہے وہ آگ کہ حالات جل گئے
شام و سحر بھی جل گئے، دن رات جل گئے اور نسلِ نو کے قیمتی لمحات جل گئے

ہر اک دکان اور مکاں آگ آگ ہے
تھی زندگی جہاں بھی وہاں آگ آگ ہے

چھیڑا ہے آج کس نے فسادات کا یہ ناگ (۱۲) حوا کی بیٹیوں کا جو لوٹا گیا سہاگ
دھرتی پہ امن کی یہ لگائی ہے کس نے آگ اے شانتی کی دیوی! تجھے کیا ہوا ہے جاگ

اٹھ دیکھ آج تیری زمیں خوں سے لال ہے
ورنہ پھر ایک دن ترا بچنا محال ہے

بربادیِ حیات کا جادہ فساد ہے (۱۳) انسان کے زوال کا رستہ فساد ہے
انسانیت کی موت کا خطرہ فساد ہے بہرہ ہے اور عقل کا اندھا فساد ہے

اس راہ جو چلا ستم ایجاد ہوگیا
جو آگیا لپیٹ میں برباد ہوگیا

آہ و فغاں ہے اور ہے فریاد ہر طرف (۱۴) دہشت پسند پھرتے ہیں آزاد ہر طرف
ایماں کی ہے تلاش میں الحاد ہر طرف بیداد پر بھی ملتی ہے اب داد ہر طرف

قہر و غضب کا راج ہے ظلم و ستم کا راج
گولی کا راج ہے تو کہیں پر ہے بم کا راج

www.emarsiya.com

چہرے تمام شہر میں ہیں کرفیوزدہ (۱۵) کوئی کہیں پہ اپنے ہی گھر قید ہوگیا
جاری نہیں ہے شہر میں پانی کا سلسلہ اور اس پہ آفتاب کی حدّت کی انتہا

محروم آدمی تھا نماز و سلام سے
افطار بھی ہوا ، تو شہادت کے جام سے

دل خون ہوگیا ہے، جگر، خون ہوگیا (۱۶) کوئی سڑک پہ اور کوئی گھر، خون ہوگیا
ہر سو یہی ہے گرم خبر، خون ہوگیا المختصر کہ سارا نگر، خون ہوگیا

ہے صبح خون اور کہیں شام خون ہے
اس دیش میں اہنسا کے ہر گام خون ہے

بے آب ہے کوئی تو کہیں کوئی بے غذا (۱۷) بچوں کو گود کے نہ کہیں دودھ مل سکا
خود اپنے گھر میں جل کے کوئی چیختا رہا آغوش میں تڑپ کے کوئی ماں کی مرگیا

آواز موت دینے لگی کس مقام سے
بچے دہل رہے ہیں محافظ کے نام سے

اقدار انس و مہر و وفا سب دھنواں ہیں آج (۱۸) کلیاں گلوں کے ساتھ ہی نذرِ خزاں ہیں آج
ہر سمت درد و کرب و غم و سسکیاں ہیں آج آساں ہے موت، جینے میں دشواریاں ہیں آج

لڑنے کو روشنی سے اندھیرے نکل پڑے
دولت سمیٹنے کو لٹیرے نکل پڑے

ہر نقشِ امن و چین جہاں سے مٹادیا (۱۹) مجبور جو ملا اسے قیدی بنا دیا
مارا کسی کو اور ندی میں بہا دیا حد ہوگئی کہیں پہ تو زندہ جلا دیا

کمزور کے لیے نہ کہیں پر پناہ ہے
مقتل ہر اک سڑک ہے تو گھر قتل گاہ ہے

کیا کیا سپاہِ ظلم نے مسمار کردیا (۲۰) مجبور کردیا کوئی لاچار کردیا
کمزور مل گیا تو وہیں وار کردیا جینا ہر اک شریف کا دشوار کردیا
ہر پاسبان پیکر پیکار ہوگیا
اب ذہن اقتدار ہی بیمار ہوگیا

جس نے نمازیوں کو ستایا وہ فتنہ گر (۲۱) اللہ کے گھروں کو بھی ڈھایا، وہ فتنہ گر
ماہِ صیام میں بھی رلایا، وہ فتنہ گر خوں روزہ دار کا بھی بہایا، وہ فتنہ گر
رمضان میں یہ فاسق وفاجر کی عید تھی
مظلوم کا تھا قتل، تو جابر کی عید تھی

بادل ہیں کشت وخون کے نفرت کی آندھیاں (۲۲) شورش ہے اضطراب ہے ہلچل ہے الاماں
مائیں تڑپ رہی ہیں کہ بچے ہیں نیم جاں کتنے گھروں کے چولہوں سے اٹھتا نہیں دھواں
مجبور اور غریب کا کچھ بس نہ چل سکا
گھر جل گیا ہے آگ میں، چولہا نہ جل سکا

اے حاکمانِ وقت وہ اعلان کیا ہوا (۲۳) کہتے تھے جس کو عدل کا فرمان کیا ہوا
آبِ وفا سے لکھا وہ پیمان کیا ہوا بے داغ بن رہا تھا جو انسان کیا ہوا
سب دیکھتے ہی دیکھتے کیسے بدل گئے
نفرت کے اور بغض کے سانچے میں ڈھل گئے

اخلاق وہ نہیں وہ مروت نہیں رہی (۲۴) انسانیت نہیں، وہ شرافت نہیں رہی
اپنے پڑوسیوں سے، محبت نہیں رہی اب اہلِ اقتدار میں غیرت نہیں رہی
ہر طرح کا ملے گا تعصب سماج میں
اندھیر ہے ہر ایک طرف آج راج میں

www.emarsiya.com

سچائیاں ہوں جس میں وہ کردار ہی نہیں (۲۵) ہمدردیاں، خلوص، وفا، پیار ہی نہیں
ایثار کے لیے کوئی تیار ہی نہیں غم ہیں بہت، مگر کوئی غمخوار ہی نہیں

اب ہر مقام پر عصبیّت کا راج ہے
نفرت کا راج ہے، کہیں دہشت کا راج ہے

ایوانِ امن تھا جو مکاں، قتل گاہ ہے (۲۶) جو بھی تھی شاہ راہ، وہاں قتل گاہ ہے
کیا کیا بیان ہو کہ کہاں قتل گاہ ہے دیکھو نظر اٹھا کے جہاں قتل گاہ ہے

ساری زمین، خون سے رنگین ہوگئی
فطرت بھی جس کو دیکھ کے غمگین ہوگئی

ارض وطن پہ اب کہیں امن واماں نہیں (۲۷) جو ہو نقیب امن کا، وہ کارواں نہیں
انسانیت کا بھی کہیں نام و نشاں نہیں جو خون دے چمن کو، وہ اب باغباں نہیں

انسان کے دلوں میں محبت نہیں رہی
شر ہر مقام پر ہے، شرافت نہیں رہی

ہاں یہ فساد باعثِ رسوائی ہوگئے (۲۸) ہر ارتقا کی راہ میں اک کھائی ہوگئے
دانشورانِ وقت بھی سودائی ہوگئے اہلِ خرد، خود آج تماشائی ہوگئے

ہاں یہ فساد اپنے ہی دامن پہ داغ ہیں
گھر کو جلا رہے ہیں یہ ایسے چراغ ہیں

پیچھے جو ہے فساد کے تنظیم دوستو! (۲۹) دیتی ہے صرف ایسی ہی تعلیم دوستو!
دستور میں کرائے نہ ترمیم دوستو! پھر ہو نہ جائے اب کوئی تقسیم دوستو!

دشمن کی اپنے، صرف نہیں خون پر نظر
اس کی تو ہے، خدا کے بھی قانون پر نظر

اہلِ ہوس کا اب تو ہر اک سمت راج ہے (۳۰) کل جس کو سوچتا نہ تھا کوئی وہ آج ہے
شعلے کہیں پہ ہیں کہیں خونی سماج ہے بے آبرو ہے تخت، تو بے رعب تاج ہے

کیسی قیامت آگئی، کیا قہر ہوگیا
آشوب کا شکار، ہر اک شہر ہوگیا

تاریخ ہے گواہ کہ جب جب بڑھا عناد (۳۱) انسانیت کا درس نہ رکھا کسی نے یاد
پورا سماج ہوگیا ناشاد و نامراد ظلم وستم کی آگ بڑھی جب ہوا فساد

کمزور اور بیکس و مجبور مرگیا
سرمایہ دار بچ گیا، مزدور مر گیا

وہ ظلم ہوگئے ہیں جو گزرے ہیں دل پہ شاق (۳۲) اہل ستم کا دیکھئے اس پر بھی طمطراق
قانون پیر میں ہے تو احکام زیبِ طاق گاندھی کے فلسفے کا اڑایا گیا مذاق

وہ شانتی کا دیش وہ دنیا کہاں گئی
اے دوستو! بتاؤ اہنسا کہاں گئی

اس بات کا ہے اور بھی افسوس باخدا (۳۳) یہ سوچئے یہ ظلم وستم کس جگہ ہوا
رہتے ہیں شانتی کے جہاں دیوی دیوتا ہو پاپ جس زمیں پہ کسی جیو کی ہتھیا

وہ فتنہ و فساد کیا اس زمین پر
انسان کا لہو ہے سفید آستین پر

ہر گام پر بہے گا یونہی خون کب تلک (۳۴) پھیلے گا یہ فساد کا طاعون کب تک
مسند نشین کھائیں گے افیون کب تلک اندھا رہے گا دوستو! قانون کب تلک

اک روز بے قصور کا خوں رنگ لائے گا
ظالم ہر ایک کیفرِ کردار پائے گا

لیکن ثبات وصبر کی دیوار چاہئے (۳۵) عزم و عمل کی تیغ شرر بار چاہئے
جو اہل حق کی ہے وہی رفتار چاہئے کردار، کربلا کا سا کردار چاہئے

ہر شاخِ ظلم و جور بھی خود ٹوٹ جائے گی
دستِ جفا سے، تیغِ ستم چھوٹ جائے گی

اک انقلاب فکر کا گلشن ہے کربلا (۳۶) صبر و ثبات وعزم کا مخزن ہے کربلا
پیاسوں کے خوں سے آج بھی روشن ہے کربلا سچ تو یہ ہے کہ فساد کی دشمن ہے کربلا

پیغام صلح و امن کو جب عام کردیا
جو بانی فساد تھا ناکام کردیا

شر کے خلاف خیر کی قوت ہے کربلا (۳۷) امن وسکون قلب کی دولت ہے کربلا
ہر فتنہ وفساد پہ ضربت ہے کربلا ہر اک صدی میں دشمن دہشت ہے کربلا

فتنہ گرانِ وقت مٹاتی ہے آج بھی
سوئے ہوئے ضمیر جگاتی ہے آج بھی

تابندہ دین حق کا مقدر ہے کربلا (۳۸) تعلیم انبیاؑ کی پیمبر ہے کربلا
باطل کی فصل کے لیے بنجر ہے کربلا پیاسہ ہے حق تو ایک سمندر ہے کربلا

سیراب کررہی ہے جو ہر تشنہ کام کو
پیغام حق دیا ہے ہر اک خاص و عام کو

ہر اک بشر کے واسطے رہبر ہے کربلا (۳۹) ایمان کا تو مصدر و محور ہے کربلا
باطل کے قلب کے لیے خنجر ہے کربلا اسلام کا تو سب سے بڑا گھر ہے کربلا

انسان کو وقار ملا روشنی ملی
اسلام کو حیات یہاں پر، نئی ملی

اسلام دینِ ربِّ رحیم و کریم ہے (۴۰) اس کے چمن میں امن و اماں کی نسیم ہے
کہتا ہے، چاہے کوئی تمہارا غنیم ہے جاں لینا آدمی کی گناہِ عظیم ہے
یہ حکم ہے کسی کو ستانا نہ چاہئے
انسان کا تو دل بھی دکھانا نہ چاہئے

آیات دوستی کا صحیفہ بھی ہے یہ دل (۴۱) بہرِ نمازِ انس مصلّا بھی ہے یہ دل
نیت اگر ہو نیک، تو قبلہ بھی ہے یہ دل حق کی نظر میں، ثانیٔ کعبہ بھی ہے یہ دل
نازک ہے ایک شیشے سے بھی آدمی کا دل
اسلام چاہتا ہے نہ ٹوٹے کسی کا دل

اسلام راہِ و صداقت کا نام ہے (۴۲) اسلام دینِ امن و اخوت کا نام ہے
اسلام آدمی کی شرافت کا نام ہے ہر قوم کے بشر سے محبت کا نام
اسلام ظلمتوں میں ہے تابندگی کا نام
اسلام دشمنوں سے بھی ہے دوستی کا نام

اسلام مصطفیٰؐ کی فراست کا نام ہے (۴۳) اسلام فاطمہؑ کی طہارت کا نام ہے
اسلام مرتضیٰؑ کی شجاعت کا نام ہے اسلام اہلبیتؑ کی سیرت کا نام ہے
اسلام کے ہی دل کی تمنا حسینؑ ہیں
اسلام جاں بلب، تو مسیحا حسینؑ ہیں

آدمؑ کو جس پہ ناز ہے وہ آدمی، حسینؑ (۴۴) جن سے خلیل حق بھی رکھیں دوستی حسینؑ
عیسیٰؑ کو جس پہ فخر ہو، وہ زندگی حسینؑ لاکھوں سے جس کا سر نہ جھکے وہ قوی حسینؑ
شاہی بھی جس کے سامنے مجبور ہوگئی
بیعت نہ آئی سامنے کافور ہوگئی

www.emarsiya.com

عصمت کدے کی شان ہیں، شوکت حسینؑ ہیں (۴۵) دینِ رسولِؐ پاک کی عظمت حسینؑ ہیں
لاریب روحِ حق و صداقت حسینؑ ہیں اسلام کی تو سخت ضرورت حسینؑ ہیں

خواجہؒ کی تو نگاہ میں دینِ است بھی ہیں وہ
اور اس کے ساتھ دینِ پناہ است بھی ہیں وہ

اسلام کے جہاں میں مددگار ہیں حسینؑ (۴۶) ہر ناتواں کے مونس و غمخوار ہیں حسینؑ
ذبحِ عظیم، پیکرِ ایثار، ہیں حسینؑ اور جانشینِ احمدِ مختارؐ ہیں حسینؑ

سیرت وہی رسولؐ کی کردار بھی وہی
رفتار بھی وہی ہے تو گفتار بھی وہی

ہر ہر دیار اور نگر میں، حسینؑ ہیں (۴۷) ہر روز و شب میں، شام و سحر میں حسینؑ ہیں
سانسوں میں ہیں حسینؑ، نظر میں حسینؑ ہیں عرشِ علا پہ شمس و قمر میں حسینؑ ہیں

رکھتے ہیں ایک نام یہی، سب زبان پر
انساں زمیں پہ، اور ملک آسمان پر

شاملِ نمازِ حق میں ہیں، تکبیر میں حسینؑ (۴۸) ہر اک ضیا میں، نور میں، تنویر میں حسینؑ
تطہیرِ فکر، جذبۂ تعمیر میں حسینؑ قرآن میں حسینؑ ہیں، تفسیر میں حسینؑ

ہے نام کائنات پہ چھایا حسینؑ کا
قائم رہے گا دہر پہ سایا حسینؑ کا

ایمان اور حق کی صدا میں حسینؑ ہیں (۴۹) کب صرف آج کرب و بلا میں حسینؑ ہیں
گلشن میں، گل میں، بادِ صبا میں حسینؑ ہیں سچ پوچھئے تو ارض و سما میں حسینؑ ہیں

ہر قوم نے بھی اپنا بنایا حسینؑ کو
ہر اہلِ دل نے، دل میں بسایا حسینؑ کو

www.emarsiya.com

ہم کو اسی حسینؑ نے پیغام یہ دیا (۵۰) جب فتنہ و فساد میں انساں ہو مبتلا
پہلے تو اس کو چاہیے ہر طرح ٹالنا لیکن ہو ظلم و جور کی جب اس پہ انتہا
راہِ وفا میں حق و صداقت سے کام لے
جرأت سے، حوصلے سے، شجاعت سے کام لے

ظالم پھرا اپنے منہ کو جہاں سے چھپائے گا (۵۱) دنیا کے سامنے وہ کبھی آنہ پائے گا
احساس ظلم خود اسے اتنا ستائے گا ترسے گا چین کے لیے نیندیں اڑائے گا
ہوگا نہ اس کی قبر کا نام و نشان تک
لعنت، زمیں سے جھیلے گا، وہ آسمان تک

اس کربلا کے دشت میں اک روز دوستو! (۵۲) دہشت کی یہ صدا تھی کہ بیعت مری کرو
شبیرؑ نے کہا، کہ یہ ممکن ہے ظالمو! نانا کے میں مزار پہ جاؤں اگر کہو
بستی کو چھوڑ دوں کوئی صحرا بساؤں میں
گر تم کہو تو ہند کی سرحد میں جاؤں میں

اس میں بھی مصلحت تھی کہا جو امام نے (۵۳) ہر بانیٔ فساد جو دشمن تھا سامنے
چھینے تھے جس کے ہوش صراحی نے جام نے سمجھا دیا ہر اک کو شہِ خاص و عام نے
اس وقت اک فساد مٹایا حسینؑ نے
فتنے سے کل سماج بچایا حسینؑ نے

لیکن جب اپنی ضد پہ اڑے پھر بھی فتنہ گر (۵۴) وہ موجد فساد، وہ سب بانیانِ شر
شبیرؑ نے کہا، کہ کٹے چاہے میرا سر راہِ خدا میں آج ہی لٹ جائے گھر کا گھر
اہلِ فساد و شر کی نہ بیعت کروں گا میں
امن واماں کے دیں کی حفاظت کروں گا میں

www.emarsiya.com

اصغر کے بھی گلے پہ لگے تیر، صبر ہے (۵۵) کھائیں سناں جو اکبرِ دلگیر صبر ہے
لٹ جائے آج سب مری جاگیر صبر ہے کٹ جائے چاہے خود سرِ شبیرؑ صبر ہے

ہر ہر ستم قبول ، ہر اک غم قبول ہے
سجادؑ عمر بھر کریں ماتم، قبول ہے

میرا ہر ایک مونس وغمخوار ہو شہید (۵۶) یاور شہید ہو، ہر اک انصار ہو شہید
لشکر ہو کُل شہید، علمدار ہو شہید چاہے شبیہ احمدؐ مختار ہو شہید

لیکن یہ دین احمدؐ مختار بچ سکے
سیرت بچے رسولؐ کی کردار بچ سکے

بے آب بھی رہے مرا بے شیر صبر ہے (۵۷) ہوجائے ننگے سر مری ہمشیر صبر ہے
بیمار پہن لے مرا زنجیر، صبر ہے گر جائے ٹوٹ کر فلکِ پیر صبر ہے

قاسم کا تن ہو دشت میں پامال غم نہیں
مل جائے خاک میں جو ہر اک لال غم نہیں

نانا کے دین کے لیے لُٹ جائے چاہے گھر (۵۸) عترت کو بھی پھرائیں مرے بعد در بدر
چھن جائیں میری بالی سکینہ کے بھی گہر کٹ کر بلند نیزے پہ ہوجائے میرا سر

آنے نہ دوں گا حرف میں دیں کے نظام میں
ہمشیر تختِ ظلم ہلائے گی شام میں

زینبؑ کے بازوؤں میں بندھے چاہے ریسماں (۵۹) گردن میں طوق پہن لے بیمار و ناتواں
کھائے جوان لال کلیجے پہ بھی سناں جنگل میں اہلبیت کا لٹ جائے کارواں

شبیرؑ سے تو ہوگی نہ بیعت یزید کی
ہارے گی میرے صبر سے قوت یزید کی

پیاسی رہے جو میری سکینہ تو غم نہیں (۶۰) لٹ جائے شیر خوار کا جھولا تو غم نہیں
قاسم کا پائمال ہو لاشہ تو غم نہیں جل جائے اہلبیتؑ کا خیمہ تو غم نہیں

دین خدا پہ آنچ کا آنا نہیں قبول
نانا کی محنتوں کو گنوانا نہیں قبول

اب کر دعا عظیم فسادات پھر نہ ہوں (۶۱) جو کچھ گذر چکے ہیں، وہ حالات پھر نہ ہوں
انساں کے ذہن میں وہ خیالات پھر نہ ہوں وہ فتنہ وفساد کے جذبات پھر نہ ہوں

روئے زمیں پہ امن ہو راحت ہو چین ہو
ہر قوم کی زبان پہ ذکرِ حسینؑ ہو